ڈاکٹر محمد وسیم انجم
شعبۂ اُردو
فیڈرل اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

فلسفۂ اقبال میں اجتہاد کے معانی

Iqbal's philosophy throws light on the literal and technical meaning of Ijtihad and Allama Iqbal has discussed it in detail after defining the types of Ijtihad and he also presented the maintain levels of Ijtihad.

After the fall of Bughdad, restriction made in the way of Ijtihad for Fiqh are also discussed and at the end, the importance and need of Ijtihad is evaluated in the prospects of Iqbal's philosophy and explained that how it can be applied. After evaluating the research paper in writing form, foot notes and bibliography have also been given at the end.

اجتہاد کے لغوی معنی کوشش کرنا اور غور و خوض سے کسی مسئلے کو حل کرنے کے ہیں۔ قرآن، حدیث اور علماء ماضی کے اجماعی فیصلے سے فروعی مسئلوں کو حل کرنا اور نئی بات پیدا کرنا اجتہاد کہلاتا ہے(۱)۔ غلام احمد پرویز کے مطابق یہ تصور(۲) قرآن کریم کی اس آیۂ جلیلہ سے مستنبط ہے جس میں کہا گیا ہے [illegible] (۳) جو لوگ ہماری متعین کردہ منزل تک پہنچنے کے لئے پوری پوری کوشش کرتے ہیں، ہم انہیں اس منزل تک پہنچنے کے لئے راستے دکھا دیتے ہیں۔ اس کی تشریح نبی کریمؐ کی ایک حدیث مبارکہ سے ملتی ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ وہ معاملات کے فیصلے کس طرح کریں گے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں تمام امور کے فیصلے کتاب اللہ کے مطابق کروں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی معاملہ میں کتاب اللہ سے راہنمائی نہ ملے تو پھر؟ اس کے جواب میں حضرت معاذؓ نے کہا کہ ایسی صورت میں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ (حدیث) کی طرف رجوع کروں گا۔) رارشاد ہوا کہ اگر اس باب میں یہ اسوہ بھی خاموش ہوں تو؟ تو میں اپنے اجتہاد سے فیصلہ دوں گا"۔ یہ تھا حضرت معاذؓ کا جواب(۴)۔ حضرت معاذ بن جبلؓ جو جلیل القدر صحابی، فقیہہ تھے بدر، اُحد، خندق کے غزواۃ میں شریک رہے(۵)۔ حدیث معاذؓ اور مذکورہ آیت پر ہی علامہ اقبال نے اجتہاد کی بنیاد رکھی ہے(۶)

ڈاکٹر محمد خالد مسعود اپنی کتاب "اقبال کا تصور اجتہاد" میں اجتہاد کی اصطلاحی تعریف کے ضمن میں علامہ شوکانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے جہاں "وسع" (۷) کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں دوسروں نے "طاقۃ" (۸) اور "جھد" (۹) کو لیا ہے۔ علامہ شوکانی

''استنباط'' کے طر j سے کسی شرعی عملی حکم- پہنچنا بتاتے ہیں کیوè انہوں نے ''استنباط'' کی قید سے اس کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے اور ''استنباط'' کی اصطلاح *ـ دہ متعین ہے(۱۰)۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ روایتی تعرd ت میں لغوی معانی سے قر$, ، رہتے ہوئے اسے فقہ کے دا ٔ ہ کار میں محدود ر p کی کوشس کی گئی ہے(۱۱)۔ علامہ شوکانی نے مذاہب اربعہ اور اس کے متعلق جورا N قائم کی ہیں ان & کا ذکر علامہ اقبال نے اپنے خطبے الاجتہاد فی الاسلام میں کر* ـ ہے۔

اجتہاد کی اقسام:

اقبال اجتہاد صحابہؓ کی دو قسمیں تجو ٰ کرتے ہیں۔ امر واقعی اور امر قانونی۔ قانونی امور میں وہ آئندہ نسلوں کو صحابہ کرامؓ کی ذاتی تعبیرات کا مقلد نہیں ٹھہراتے لیکن امر واقعی میں وہ صحابہؓ کے اقوال کو سند تسلیم کرتے ہیں کیوè ان کا تعلق صحابہؓ کے دور سے ہے (۱۲)۔

علامہ اقبال صحابہؓ کے ''امر واقعی'' اور ''امر قانونی'' ,ـ فیصلوں میں تمیز کاQ دی اصول پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''میری رائے میں یہ ضروری ہے کہ اس سلسلے میں امر واقعی سے متعلق فیصلے اور امر قانونی سے متعلق فیصلے میں تمیز کی جائے''(۱۳)۔

علامہ اقبال اس اصول کی وضا # میں فرماتے ہیں:

> **"In the former case, as for instance, when the question arose whether the two small Suras known as 'Muavazatain' formed part of the Quran or not, and the bound by their decision. Obviously because the companions alone were in a position to know the fact" (14)**

> ''اول الذکر معاملے (امر واقعی) میں مثلاً . # یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ کیا 'معوذتین' (۱۵)*- م کی دو چھوٹی سورتیں قرآن کا حصہ ہیں* ـ نہیں اور صحابہؓ نے متفقہ طور, فیصلہ* ـ کہ وہ قرآن کا حصہ ہیں تو ہم ان کے فیصلے کے* , بند ہیں +ـ یہی طور, ، کیوè اس معاملے میں صرف صحابہؓ اس حیثیت میں تھے کہ انہیں اس کا علم ہو*''
> ۔(۱۶)

اس کے بعد علامہ دوسرے معاملے ''امر قانونی'' کے* رے میں جو اصول بیان کرتے ہیں وہ کرخی (۱۷) کے مطابق ہے۔ کرخی بھی صحابہؓ کے اقوال کو حجت نہیں ما... چنانچہ کرخی کا کہنا ہے:

> ''صحابہؓ کا طریق انہیں* توں میں حجت ہے جن میں قیاس سے کام نہیں چلتا۔ جن معا5ت میں قیاس سے کام لیا جا سکتا ہے ان میں ہم اسے حجت نہیں ٹھہرا N گے۔''(۱۸)

اگر کسی معاملہ میں صحابہؓ نے بالاتفاق کوئی فیصلہ دیا ہو تو کیا وہ فیصلہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی قطعی ہوگا؟ اقبال کے نزدیک یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ فیصلہ فقہی ہے یا اس کا تعلق کسی واقعہ کے تعین سے ہے۔ اگر اس کا تعلق واقعیت سے ہے تو صحابہؓ کا فیصلہ قطعیت رکھے گا، لیکن اس کی فقہی ہونے کی صورت میں سوال اس کی تعبیر کا رہ جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بعد کی نسلوں کے لئے صحابہؓ کا فتویٰ قطعیت نہیں رکھ سکتا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ مجلس قانون ساز سے تعبیر میں بھی خطا ہو سکتی ہے اور اس کا کس طرح ازالہ ہوگا تو جواب یہ ہے کہ علماء مجالس کی راہنمائی کریں گے البتہ ان کی کوئی علیحدہ جماعت نہیں ہوگی (۱۹)۔

اقبال کے ہاں اجتہاد کے درجے

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ فتوحات اسلامی کے ساتھ ساتھ نئے مسائل نے سر اٹھایا۔ چنانچہ فقہاء نے خوب محنت صرف کی۔ ضابطے اور قاعدے مرتب کئے۔ مسائل کے حل تجویز کئے جو ہوتے ہوتے چند مستقل مذاہب کی صورت میں متعین ہو گئے۔ علامہ کی رائے میں ان فقہی مذاہب کے یہاں اجتہاد کے تین درجے ہیں (۲۰)۔

(ا) تشریع یا قانون سازی میں مکمل آزادی، لیکن جس سے عملاً صرف موسسین مذاہب ہی نے فائدہ اٹھایا۔

(ب) محدود آزادی جو کسی مخصوص مذہب، فقہ کی حدود کے اندر رہ کر استعمال کی جاسکتی ہے۔

(ج) وہ مخصوص آزادی جس کا تعلق کسی ایسے مسئلے میں جسے موسسین مذاہب نے جوں کا توں چھوڑ دیا ہو، قانون کے اطلاق سے ہے (۲۱)۔

یہاں علامہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بحث شق اول تک محدود رکھی۔ اسی ضمن میں حضرت علامہ وضاحت کرتے ہیں کہ علمائے اہل سنت والجماعت اصول اور نظریے کے طور پر تو اس امر کے قائل ہیں کہ اجتہاد ہونا چاہیے انہوں نے اس ضمن میں شرائط ایسی عائد کر رکھی ہیں جن کا پورا کرنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ یہاں حضرت علامہ بعض مستشرقین کی رائے یا الزام کی تردید کرتے ہیں کہ اجتہاد کی راہ ترکوں کے اثر سے بند ہوئی۔ حضرت علامہ وضاحت کرتے ہیں کہ ترکوں کا اثر شروع ہونے سے قبل حریت فقہ میں جمود رونما ہو چکا تھا۔ بہرحال حضرت علامہ کے نزدیک فقہ واجتہاد کے باب میں جو بندش در آئی، اس کے کچھ اسباب بھی تھے۔ (۲۲)

> ''علماء ہمیشہ اسلام کے لئے ایک قوت عظیم کا سرچشمہ ہیں لیکن صدیوں کے مرور کے بعد خاص کر زوال بغداد کے زمانے سے وہ بے حد قدامت پسند بن گئے اور آزادیٔ اجتہاد کی مخالفت کرنے لگے۔'' (۲۳)

دورِ ملوکیت میں اجتہاد

ملوکیت کے عروج میں افراد کی حریت سوخت ہو گئی۔ تحقیق واجتہاد کے دروازے بند ہو گئے۔ اس سے عجمی افکار اور غیر اسلامی طرزِ زندگی نے اسلام کے افکار کی طرف سے غفلت پیدا کر دی۔ ملوکیت وہ چیز ہے جو سیاسی اور انقلابی معیشت پر ہی اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ عقل وہوش اور رسم ورہ سب دگرگوں ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ اسلام کے انقلاب کو ملوکیت کھا گئی ظالم اور مستبد سلاطین ''ظل اللہ'' بن گئے اور

علماءِ سُو، فقیہ اور فتویٰ فروش بن کر ان کے آلہ کار ہو گئے۔ جس طرح رومۃ الکبریٰ کے شہنشاہ دیوتا بن گئے تھے، جن کی پوجا رعیت کے ہر فرد پر لازم تھی۔ اسی طرح مسلمان سلاطین علماء سے بھی سجدے کرانے لگے اور علماء سے یہ فتویٰ حاصل کر لیا کہ یہ سجدۂ تعظیمی ہے، سجدۂ عبادت نہیں۔ یہ سلاطین خلفاء بن کر رسول کی جانشینی کا دعویٰ کرتے تھے جو راستہ چلتے ہوئے بھی اصحاب سے دو قدم آگے نہ چلتے تھے اور محفل میں اپنی آمد کے وقت تعظیماً اصحاب کو کھڑا ہونے سے ا کرتے تھے۔(۲۴)

خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست
خود سر تخت ملوکیت نشست
* نہال سلطنت قود اَ فت
دین او نقش از ملوکیت اَ فت
از ملوکیت Ô اَ دد دَ
عقل و ہوش و رسم و رہ اَ دد دَ (۲۵)

ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ کا کہنا ہے کہ دورِ ملوکیت میں فقہ سازی کے لئے کچھ فقہاء درپیش مسائل پر غور کر کے اجتہاد کرتے۔ وہ اپنے اجتہاد کو دشاہ وقت کی : مت میں پیش کرتے۔ یہ فقہا* دشاہ کے معتمد علیہ ہوتے تھے *۔ دشاہ ان کے اجتہاد کی توثیق کر دیتا۔ اس طرح فقہ مر$ ہو جاتی۔ فقہ سازی کے اس عمل میں صرف ان فقہاء کو اجازت ہوتی جو* دشاہ کے معتمد علیہ او* مزد کردہ ہوتے تھے۔ اس زمانے کے تمام فقہاء کو فقہ سازی کے عمل میں سرکاری طور پر شر- نہیں کیا جا* تھا اور نہ ان سے رائے لی جاتی تھی۔ وہ اپنے طور پر اَ کوئی اجتہاد کرتے تو اسے قبول نہیں کیا جا* تھا اور نہ اسے ملکی قانون کا درجہ حاصل ہو* تھا (۲۶)۔ علامہ اقبال نے اس سلسلے میں جو اصول وضع کئے وہ اس طرح کے ہیں:

> ''بطور اساس *ِ & اسلام ہی وہ عملی ذریعہ ہے جس سے ہم اس مقصد میں کہ توحید کا یہ اصول ہماری حیات عقلی اور *. تی میں ای- * ہ عنصر کی حیثیت اختیار کر لے، کامیاب ہو h ہیں۔ اس اصول کا تقاضا ہے کہ ہم صرف اللہ کی اطا (کریں، نہ کہ ملوک و سلاطین کی۔ پھر چوè ذات الٰہیہ ہی فی الحقیقت روحانی اساس ہے * گی کی، لہٰذا اللہ کی اطا (فطرت صحیحہ کی اطا (ہے۔ اسلام کے · د- حیات کی یہ روحانی اساس ای- قائم و دائم وجود ہے جسے ہم اختلاف اور تغیر میں جلوہ اَ دیکھتے ہیں۔ اب اَ کوئی معاشرہ حقیقت مطلقہ کے اس تصور پر F' ہے تو پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی * گی میں ثبات اور تغیر دونوں خصوصیات کا لحاظ رکھے۔ اس کے * پ س کچھ تو اس قسم کے دوامی اصول ہو* چاہئیں جو حیات اجتماعیہ میں Ä وانضباط قائم رکھیں، کیوè مسلسل تغیر کی اس + لتی ہوئی د* میں ہم اپنا قدم مضبوطی سے جما h ہیں تو دوامی ہی کی + و) ۔ لیکن دوامی اصولوں کا یہ مطلب تو ہے نہیں کہ اس سے تغیر اور تبد ~ کے جملہ امکا* ت کی Ô ہو

جائے۔اس لئے کہ تغیر وہ حقیقت ہے جسے قرآن* پ ک سے اللہ تعالیٰ کی ای۔ بہت بڑی آ$ ٹھہرا* ی ہے۔
اس صورت میں تو ہم اس شے کو جس کی فطرت ہی حر !۔ ہے، حر !۔ سے عاری کردیں گے۔اصول اول کی
۔ Gتو سیاسی اور اجتماعی علوم میں یورپ کی۔ کامیوں سے ہو جاتی ہے۔اصول*۔ نی کی عالم اسلام کے پچھلے
* پ نچ سو. س کے جمود سے، جو اگر ٹھیک ہے تو سوال پیدا ہو*۔ ہے کہ اسلام کی ہیئت۔ کیبی میں وہ کون سا عنصر
ہے جو اس کے # رحر !۔ اور تغیر قائم ر۲۔ ہے؟اس کا جواب ہے اجتہاد!''(۲۷)۔

فلسفہ اقبال اور اجتہاد:

اقبالیات اور اسلامی فقہ کے ماہر ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے اپنی کتاب "Iqbal's Reconstruction of Ijtihad" میں طویل بحث کی ہے اور علامہ اقبال کے اولین مضمون "The Idea of Ijtihad" کی تکمیل کا امکانی سال ۱۹۲۴ء قرار*۔ ی ہے(۲۸)۔ خوش قسمتی سے چوہدری محمد حسین کے*۔ م علامہ اقبال کے مکتوب محررہ ۱۸ اگست ۱۹۲۴ء میں اس مقالے کی تکمیل کی*۔ ریخ تقریباً طے ہو جاتی ہے:

''مضمون اجتہاد آ ج*۔ $ ہو کر تیار ہ Hا ہے۔۳۲*۔ $ شدہ صفحات ہیں۔''(۲۹)

علامہ نے اجتہاد کے ضمن میں ای۔ حقیقی مسئلے پ گفتگو کی ہے اور۔ کی کے مسئلہ خلافت کو بطور مثال پیش کیا ہے۔کیا خلافت ای۔ شخص کی ہونی چاہیئے*۔ یہ منصب ای۔ اَ وہ، منتخب اسمبلی کے سپرد بھی کیا جا سکتا ہے؟ علامہ اس ضمن میں۔ کی کے اجتہاد یعنی اسمبلی کی خلافت کے حامی ہیں۔بقول محمد سہیل عمر۔ کی نے یہ فیصلہ مغرب . +ی کی جمہوری $* ری پبلکن فکر کی Õلی میں کیا تھا(۳۰) حالا è۔ کی اور اقبال نے مغرب . +ی کی Õلی کا ذکر نہیں کیا بلکہ علامہ نے۔ کی کی خلافت کو*۔ یدہ واضح کرنے کے لئے ابنِ خلدون کے تین Ã* یت پیش کئے ہیں (۳۱)(ا) خلافت ای۔ امر شرعی ہے، لہٰذا اس کا قیام وا. # ہے۔(ب) خلافت کا تعلق ضرورت اور مصلحت سے ہے اور (ج) یہ کہ اس کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ان تینوں Ã یوں کا حوالہ دینے کے بعد علامہ اقبال نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ۔ کی کا موجودہ فکری رجحان پہلے Ã یئے سے ہٹ کر دوسرے کی طرف آ Hا ہے(۳۲)۔علامہ اقبال کی رائے میں تمام د* بین الاقوامی نصب العین کی طرف تیزی سے. ٹھ رہی ہے۔اس قسم کے واضح تصور کی جھلک ہمیں۔ کی کے مشہور و معروف قومی شاعر ضیاء کے کلام میں Ã آتی ہے*۔ ی در ہے کہ ضیاء کی شاعری نے۔ کی کے . +ی افکار کی تشکیل میں Ü ں حصہ لیا ہے۔ضیاء کی رائے میں حقیقتاً مو؟ سیاسی اتحاد صرف اسی وقت جنم لے سکتا ہے جبکہ تمام مسلمان ممالک پہلے خود مختار اور مضبوط بن جا N ۔اقبال ضیاء کے اس Ã یئے سے متفق ہو کر کہتے ہیں:

''فی الحال ہر ای۔ مسلمان قوم کو اپنے من کی گہرائی میں غوطہ زن ہو کر کچھ عرصے کے لئے اپنی نگاہ اپنی ذات پ مر6 کر دینی چاہئے یہاں۔- کہ وہ & طاقتور ہو کر جمہوری سلطنتوں کے # ہ خا# ان کی تشکیل کر سکیں۔مجھے تو ایسا معلوم ہو*۔ ہے کہ: اتعالیٰ آہستہ آہستہ ہم پ یہ حقیقت منکشف کر رہا ہے کہ اسلام نہ

تو قومیت پر F ہے اور نہ ہی یہ شہنشا : پر منحصر ہے بلکہ یہ ا یہ عالمگیر مجلسِ اقوام ہے جو مصنوعی حدود اور نسلی امتیازات کو صرف تعارف کی سہو } کے لئے تسلیم کرتی ہے۔ یہ اپنے ارکان کے سماجی افق کو محدود نہیں کرتی۔''(۳۳)

اس اقتباس سے معلوم ہو* ہے کہ اقبال اسلام کی آفاقی تعلیمات پر پختہ یقین ر p ہیں۔ چوè ' کوں کے سیاسی اور مذہبی Ã* یت پر ضیاء کی شاعری نے بھی کافی ل ڈالا ہے۔ اس لئے علامہ اقبال ضیاء کے مختلف تصورات کو بیان کر* بے جا نہیں سمجھتے۔ ضیاء کے Ã یہ خلافت پر روشنی ڈالنے کے بعد وہ اس کے دوسرے اہم Ã یئے کا ذکر کرتے ہیں۔ ضیاء کے خیال میں ú ز اور قرآن ' کی *ن میں پڑھے جانے چاہئیں* کہ 'ک اپنی مادری * ن کی وساطت سے انقلاب آفرین اور اہم مذہبی افکار سے بخوبی آگاہ ہو سکیں۔ اقبال کو ضیاء کے اس Ã یئے سے اتفاق نہیں۔ وہ ضیاء کے اس تصور کو * خیال نہیں کرتے۔ ضیاء کا تیسرا اہم Ã یہ عورتوں کی مساوات سے متعلق ہے۔ وہ مرد و زن کی مساوات کا قائل ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ اسلام کے عائلی قوا 2 میں C دی تبدیلیوں کا خواہش مند ہے۔ اس کی رائے میں . # '- عورت کے ساتھ عدل وا « ف سے کام نہ لیا جائے اس وقت '- سماجی اور قومی + گی میں رعنائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ تینوں چیزوں یعنی طلاق، خلع اور ورا $ کی مساوات کو /' . یہ سمجھتا ہے۔ اقبال کے خیال میں ضیاء کو اسلام کے عائلی قوا 2 سے پوری واقفیت معلوم نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ خلع کے * رے میں غلط فہمی کا شکار H ہے۔ اسی طرح وہ ورا $ کے قرآنی حکم کے معاشی مفہوم کو نہیں سمجھ سکا۔ ورا $ کی عدم مساوات عورت کی کمتری کی بنا پر نہیں بلکہ یہ اُس کے معاشی فو + کے پیش Ã ہے۔

علامہ اقبال ' کوں کی . ت پسندی، آزادی خواہی اور ذہنی بیداری کی بے حد تعریف کرتے ہیں کیو è موجودہ دور کی مسلمان قوموں میں سے صرف ' کی قوم نے اجتہاد کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ د V اسلامی ممالک تقلید پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں لیکن ' کی اپنی اجتماعی + گی کی توسیع و ' قی کے لئے نئے اقدار کی تشکیل میں مصروف ہے۔ اس کے لئے ' کی کی ا یہ جما } '' * پرٹی اور دوسری جما } اصلاحِ مذہب نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ علامہ اقبال ان سیاسی جماعتوں کا موازنہ کرنے کے بعد مسئلہ خلافت پر رائے زنی کرتے ہیں۔ اس فقہ کے مطابق مسندِ خلافت پر فردِ واحد بیٹھ سکتا ہے(۳۴)۔ اس کے. خلاف اہل ' کیہ یہ کہتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کی روح کے مطابق خلافت بہت سے اشخاص یا منتخب اسمبلی کو سونپ چاہیے۔ اقبال ' کوں کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں۔(۳۵)

"The republican form of government is not only thoroughly consistent with the spirit of Islam, but has also become a necessity in view of the new forces that are set in the world of Islam" (36).

''اس لئے کہ ا یہ تو جمہوری طرزِ حکومت اسلام کی روح کے عین مطابق ہے * نیز ا ان قوتوں کا بھی لحاظ

رکھ لیا جائے جو اس وقت عالمِ اسلام میں کام کر رہی ہیں، تو یہ طرزِ خصوصیت اور بھی *:اَ۔ یہ ہو جا* ہے۔''(۳۷)

۔ صغیر کی تقسیم سے پہلے جمہور$ اور اسمبلی کی جو شکل تھی اس کے اجتہادی اختیار کے سلسلے میں ۱۹۰۶ء کے ا یرانی دستور کے مطابق ''د*وی امور سے واقف علمائے مذہب کی ا یہ علیحدہ کمیٹی بنادی گئی تھی، جسے مجلس کے عملِ قانون سازی کی نگرانی اور دیکھ بھال کا اختیار تھا۔ اقبال کہتے ہیں:

''۱۹۰۶ء کے ا یرانی دستور میں تو اس امر کی گنجائش رکھ لی گئی ہے کہ جہاں۔ امور دینی کا تعلق ہے ایسے علماء کی جو معا5ت دینوی سے بھی واقف ہیں ا یہ الگ مجلس قائم کر دی جائے* کہ وہ 'مجلس' کی سرآ میوں Ã رکھے۔ یہ چیز بجائے خود ۔ی خطر* ک ہے، لیکن ا یرانی Ã یہ دستور کا تقاضا کچھ ایسا ہی تھا، کیوèاس Ã یئے کی رو سے* دشاہ کی حیثیت اس سے ۔ دہ نہیں کہ امام غا$ کی عدم موجودگی میں جو اس کا حقیقی وارث ہے ملک کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرے، رہے علماء سو بحیثیت* ئبین امام ان کا حق ہے کہ قوم کی ساری ز* گی کی نگرانی کریں۔''(۳۸)

علامہ اقبال کی فکر کا یہ پہلو ۔ی دوررس اہمیت کا حامل ہے* لخصوص ا یہ ایسے دور میں جبکہ* کستان کی ملتِ اسلامیہ جمہور$ کے حصول اور جمہوری اداروں کی بحالی کے لئے سرتوڑ کوشش میں مصروف ہے۔ علامہ اقبال کا یہ واضح موقف ان کی طرف سے عوامی جمہور$ کی بے لاگ حما$ ،منتخب افراد پر اُن کا یہ پختہ اعتماد ہمارے لئے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھ ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے اسلامی ممالک کےÃم تعلیم کی اصلاح پر بھی توجہ دلائی ہے* کہ اہلِ سیا & اور عام تعلیم* یافتہ مسلمان اسلام کی روح کو بہتر طور سے سمجھنے کے قابل ہو سکیں۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں:

''حنفی ممالک میں اس تجربے کو دہر* یا بھی جائے تو وہ محض عارضی اور وقتی ہو* چاہیے۔ علماء کو خود مجلس آ M ساز کا اہم اور مرا ۔ی عنصر ہو* چاہئے* کہ قانونی مسائل پر آزادانہ مبا # کی معاو$ ورہنمائی کر سکیں۔ غلط تشریحات کو روکنے کا مو* علاج صرف یہی ہے کہ اسلامی ممالک میں قانون کے رائج الوقتÃم تعلیم کی اصلاح کی جائے، اس کا دائ ہ وسیع کیا جائے اور اس کی تحصیل کے ساتھ ۔+ اصولِ قانون کا گہرا مطالعہ بھی شامل کر دیا جائے۔''(۳۹)

۔ صغیر* ک و ہند کی تقسیم سے پہلے جمہوری صورت حال کے پیشِ Ã علامہ اقبال نے فر* یا:

''ہندوستان میں البتہ یہ امر کچھ آسان نہیں کیوè ا یہ غیر مسلم مجلس کو اجتہاد کا حق دینا شا* کسی طرح ممکن نہ ہو۔''(۴۰)

* کستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد علامہ اقبال کے اصولوں اور تجاوی ۔ کی روشنی میں کئی اداروں کو منظم کرنے کی کوشش کی گئی

اوراس ۔ وجہد کے نتیجے میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور، علماء اکیڈیمی لاہور، اسلامیÃ* ی تی کو± قائم ہو N ۔ادارہ سازی کی یہ کوششیں تقسیم سے پہلے جاری تھیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ علی آ ٗ ھ، پٹھان کوٹ، بہاولپور، لاہور اور اسلام* ۔ د کے تقسیم سے پہلے اور بعد کے جملہ ادارے اپنے «* ۔ ت اور تنقیدی نقطہ Ã کے اعتبار سے علامہ اقبال کی توقعات کو کسی حد - پورا تو نہیں کر سکے لیکن انہوں نے ا ی ۔ C ی د فراہم کر دی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ علامہ اقبال کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق بھرپور طر j سے کام کا آغاز کرتے ہوئے دینی علوم کی ‡ ویںِ نو کا کام ۔ + ی تعلیم* ی فتہ طبقے سے شروع کیا جائے اور تمام ‡ توجہ اسلامی علوم میں ‡ ریس عامہ، نوجوانوں کی اسلام کے C ی دی مسائل سے آ گاہی اور اخلاقی اور روحانی اقدار کو معاشرے کے وسیع ‡ کینوس میں یہ عمل بیک وقت کئی اطراف سے شروع کیا جائے۔

اول سکولوں اور کالجوں میں روایتی فقہی د ‡ نوں کے جامد تصورات کی جگہ تنقیدی نقطہ Ã کی منا & حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسلامیات کے مروجہ « ب کو ۔ + ی تقاضوں کے عین مطابق علامہ اقبال کی تعلیمات کی روشنی میں تیار کر کے نئی ابھرتی ہوئی ± کو دینی علوم سے آشنا کیا جائے۔ نئی ± کی ‡ M کے ساتھ ساتھ فوری { ئج کے حصول کے لئے ان اکا۔ ملت کی تعلیم و ‡ M انتہائی ضروری ہے جو * پ رلیمنٹ* ی سینٹ کے لأ ئندوں کو قانون کے ۔ + ی ینÂ مات کے علاوہ اسلامی اصولِ فقہ اور مسلمانوں کے دستوری معا5 ت سے کماحقہ آشنا کرنے کے لئے کوئی جامع منصوبہ تیار کیا جائے۔ تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ اسلامک ر ^ چ انسٹی ٹیوٹ اور علماء کو± جیسے اداروں سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال کا ۱۹۳۲ء کا خطبہ صدارت 5 حظہ ہو:

> ''میں علماء کی اسمبلی کے قیام کا مشورہ دوں گا جس میں مسلمان وکلاء بھی شامل ہوں (جو فقہ سے واقف ہوں) اس کا مقصد حفاظتِ اسلام اور تجد± ہو گا۔ لیکن اس طر j میں C ی دی اصولوں کی روح قائم رہے اور اس اسمبلی کو دستوری سند حاصل ہو۔ اس قسم کی اسمبلی کا قیام اسلامی اصولوں کو سمجھنے میں ۔ ٔ امدگار* $ ہو گا۔''(۴۱)

علامہ اقبال کے بیان کردہ اسلامی اصولوں کو سمجھنے کے لئے اسلامی ر ^ چ انسٹی ٹیوٹ، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، اقبال اکادمی، ۔ ٔ مِ اقبال، علماء کی کو± اور اسی طرح پ دوسرے مرا ٔ اپنی بساط کے مطابق کام کر رہے ہیں اور جامعات میں بھی اسلامی فقہ کے شعبے قائم کئے جا رہے ہیں جس میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی خاص طور پ قابلِ ذکر ہیں جبکہ د V جامعات میں بھی اسلامی فقہ کی تشکیلِ ۔ + ی کے لئے علامہ اقبال کی توقعات کے مطابق کام جاری و ساری ہے۔

مجلس قانون ساز کے لئے ان اداروں کے «* ۔ ت کو علامہ اقبال کی فکر کی روشنی میں از سرِ نو تشکیل* ی جائے تو ایسے لوگ پ وان %ھیں گے جن سے علامہ اقبال کا وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا جس کے لئے انہوں نے* کستان کے قیام کو ضروری قرار* ی تھا۔ علامہ اقبال کے ٔ د ی مسلمان ِ ہند کی ۔ وجہد کا مقصد محض اقتصادی* سیاسی فو# حاصل کر* مقصود نہیں بلکہ اسلامی فقہ کی روشنی میں قانونِ الٰہی کا Ï ذ ہی اصل مقصد تھا اور علامہ اقبال نے اپنی تعلیمات میں اس پ بہت زور* ی ہے:

''اگر ہندوستان (بر صغیر) میں مسلمانوں کا مقصد سیاسیات سے محض آزادی اور اقتصادی بہبودی ہے اور حفاظتِ اسلام اس مقصد کا عنصر نہیں ہے، جیسا کہ آج کل کے ''قوم پرستوں'' کے رویئے سے معلوم ہوتا ہے تو مسلمان اپنے مقاصد میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔''(۴۲)

علامہ اقبال کے بیان کردہ A یہ اجتہاد کے مطابق اداروں کو فعال بنانے کی اشد ضرورت ہے۔اس کام کے لئے کئی ادارے اپنی بساط بھر کوششوں میں مصروف ہیں لیکن کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اقبال کے تجویز کردہ طریق کار کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہوئے اسلامی فقہ کے ذریعے اجتہاد کو ملک میں نافذ کیا جائے۔ اقبال کے ہاں اجتہاد صرف علماء تک محدود نہیں اس میں علمائے دین کے علاوہ علمائے قانون اور عوام کے نمائندگان کا شامل ہونا ضروری ہے۔پاکستان میں اسلامی فقہ کا نفاذ پارلیمانی قانون سازی کی بجائے آرڈی نینس کے ذریعے ہوا ہے۔ ہم اسلامی فقہ کا نفاذ ہونے کے باوجود نہ معاشرے کی اصلاح ہوئی نہ معیشت کی۔اس لئے صرف فقہ اسلامی کا نفاذ ہی کافی نہیں،اس پر عمل درآمد بھی ضروری ہے۔

حواشی وتعلیقات

۱۔ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی۔سید قائم رضا نسیم امروہوی۔آغا محمد باقر نبیرۂ آزاد۔مرتب۔نسیم اللغات۔شیخ غلام علی اینڈ سنز،پبلشرز،لاہور۔حیدرآباد۔کراچی۔اشاعت ہفتم۔ص ۵۳

۲۔ غلام احمد پرویز۔اقبال اور قرآن،جلد دوم۔طلوع اسلام ٹرسٹ گلبرگ ۲،لاہور۔اشاعت اول۔اگست ۱۹۸۸ء۔ص ۱۷۸

۳۔ قرآن مجید:سورۃ العنکبوت:آیت ۶۹:

۴۔ اس حدیث میں دلیل ہے قیاس اور اجتہاد کے حجت ہونے پر اور جو مسئلہ قرآن وحدیث میں مفصل ومصرح پائے اس میں تقلید کسی امام اور مجتہد کی نہ کرے بلکہ قرآن وحدیث کے موافق عمل کرے کیونکہ مصرحات میں مجتہد کے اجتہاد کو دخل نہیں اور اسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوش ہو کر معاذؓ کو شاباش دی تو معلوم ہوا کہ جو مسئلہ قرآن وحدیث میں مفصل اور مصرح پائے اجتہاد کو دخل نہ دے اور خلاف اس کا اگر کتب مجتہدین میں نکل آئے تو اس سے چشم پوشی کر کے قرآن مجید وحدیث پر عمل کرے نہیں تو ترک قرآن وحدیث کا اقوال مجتہدین سے لازم آئے گا۔صورت اس کی یوں سمجھنا چاہئے اور اسی طرح پر عقیدہ رکھنا چاہئے کہ جو مسئلہ قرآن میں مفصل مذکور ہو،اس پر عمل کرنے میں کچھ اندیشہ نہ رکھے اور جو قرآن میں مفصل مذکور نہ ہو تو حدیث سے دریافت کرے اور جو حدیث میں بھی صریح بیان نہ ہو تو پیغمبر اصلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے اجماع سے دریافت کرے کیونکہ حدیث کی رو سے پیروی اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ثابت ہے اگر صحابہؓ نے اس مسئلہ میں اجماع نہ کیا ہو بلکہ اختلاف کیا ہو تو جمہور صحابہؓ کا مسلک اختیار کرے اگر طرفین میں صحابہ برابر ہوں تو خلفائے راشدین اور اجلائے صحابہ جیسے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ

بن مسعود کا قول اختیار کرنا بہتر ہے، اگر صحابہؓ سے بھی کچھ اس مسئلے میں منقول نہ ہو تو یہ شرط لیاقت قرآن و حدیث میں غور کر کے اپنی رائے پر عمل کرے اگر اپنی رائے پر بھی اطمینان نہ ہو تو اہل الرائی کے اقوال کو دیکھے خصوصاً آئمہ اربعہ اور داؤد ظاہری اور سفیان ثوری اور وکیع اور اوزاعی وغیرھم کے اقوال کو ان لوگوں کے اقوال میں سے جو قول منا & اور عمدہ معلوم ہو اس پر عمل کرے اگر اس مسئلے میں احادیث مختلف ہوں تو آئمہ حدیث کو ترجیح دی ہو اس پر عمل کرے، یہی طریق ہے محققین سلف کا، مزید دیکھیے:

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔ سُنن ابوداؤد شریف، جلد سوم۔ مترجم۔ علامہ وحید الزمان۔ اسلامی اکادمی، اردو بازار۔ لاہور۔۱۹۸۳ء۔ص ۹۴،۹۵

۵۔ ڈاکٹر سید عبداللہ۔ مرتب۔ متعلقات خطباتِ اقبال۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔ اشاعت اول۔۱۹۷۷ء۔ص ۱۳۴

۶۔ محمد احمد خان۔ اقبال اور مسئلہ تعلیم۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔ اشاعت اول۔۱۹۷۸ء۔ص ۳۵۲

۷۔ وسع کے معنی گنجائش، طاقت اور فراخی کے ہیں، دیکھیے:

حاجی غلام نبی۔ مولف۔ کامران عربی اُردو لغات۔ اورئنٹیل بک سوسائٹی گنپت روڈ، لاہور۔ ت، ن۔ص ۳۰۵

۸۔ طاقۃ کے معنی گلدستہ اور کپڑے کے تھان کے ہیں، دیکھیے: ایضاً ص ۱۵۷

۹۔ جھد کا مطلب کوشش کرنے کے ہیں، دیکھیے: ایضاً ص ۹۲

۱۰۔ استنباط، نصوص شرعیہ میں غور و فکر کر کے معانی مفاہیم و احکام کا استخراج کرنا ہے، دیکھیے:

محی الدین غازی اجمیری۔ مصطلحات علوم و فنون عربیہ۔ انجمن ترقی اردو پاکستان بابائے اردو روڈ، کراچی نمبر ا۔ اشاعت اول۔ ۱۹۷۶ء،۱۹۷۸ء ص ۴۰

۱۱۔ ڈاکٹر خالد مسعود۔ اقبال کا تصور اجتہاد۔ مطبوعات حرمت۔ بینک روڈ راولپنڈی۔ اشاعت اول۔ اپریل ۱۹۸۵ء

۱۲۔ محمد شریف بقا۔ خطباتِ اقبال ایک جائزہ۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔۱۹۹۱ء۔ص ۱۲۷

۱۳۔ ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ۔ اقبال اور اجتہاد۔ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، راولپنڈی، کراچی۔ اشاعت اول۔۱۹۸۹ء۔ص ۲۸

14. Allama Muhammad Iqbal. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. Sh. Muhammad Ashraf, Kashmiri Bazar, Lahore. Reprinted. April 1968. P.175

۱۵۔ معوّذتین کی فضیلت میں حدیث مبارکہ ہے: ’’عامر کے بیٹے عقبہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیتیں اُتری ہیں کہ ان کے مثل کبھی نہیں دیکھیں اور وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں‘‘۔ مزید تفصیلات اور عربی متن کے لئے دیکھیے:

علامہ وحید الزمان۔مترجم۔صحیح مسلم شریف مختصر شرح نووی،جلد دوم۔خالد احسان پبلشرز،لاہور۔اشا (اول۔اپریل ۱۹۸۱ء۔
ص ۲۸۶

۱۶۔ ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ۔اقبال اور اجتہاد۔ص ۲۸

۱۷۔ عبیداللہ بن الحسین الکرخی۔معروف فقیہ کرخ میں پیدا ہوئے۔بغداد میں رہے اور وہیں فوت ہوئے،دیکھیے:
ڈاکٹر سید عبداللہ۔مر$ ۔متعلقات خطباتِ اقبال۔ص ۱۲۶

۱۸۔ علامہ اقبال۔تشکیلِ + الہیاتِ اسلامیہ۔مترجم۔سید ، *زی۔.م اقبال۔کلب روڈ، لاہور۔اشا (سوم۔مئی
۱۹۸۶ء۔ص ۲۷۰

۱۹۔ سید وحید الدین۔فلسفۂ اقبال خطبات کی روشنی میں + ۔ Ü پبلشرز،اُردو بازار،لاہور۔۱۹۸۹ء۔ص ۱۰۶

۲۰۔ پروفیسر محمد منور۔قرطاسِ اقبال۔اقبال اکادمی پاکستان۔اشا (اول۔۱۹۹۸ء۔ص ۱۴۸

۲۱۔ علامہ اقبال۔تشکیل + الہیاتِ اسلامیہ۔مترجم۔سید ، *زی۔ص ۲۲۹

۲۲۔ پروفیسر محمد منور۔قرطاسِ اقبال۔اقبال اکادمی پاکستان۔اشا (اول۔۱۹۹۸ء۔ص ۱۴۸

۲۳۔ گوہر نوشاہی۔مر$ ۔مطالعہ اقبال۔.م اقبال۔کلب روڈ،لاہور۔اشا (دوم۔مئی ۱۹۸۳ء۔ص ۴۰۹

۲۴۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔فکرِ اقبال۔.م اقبال،لاہور۔اشا (ششم۔جون ۱۹۸۸ء۔ص ۲۷۳،۲۷۴

۲۵۔ احمد سروش۔مر$ ۔کلیاتِ اقبال فارسی۔O رات کتابخانہ سنائی،ایران۔۱۳۶۳ھ آ بق ۱۹۶۴ء۔ص ۳۱۵

۲۶۔ ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ۔اقبال اور اجتہاد۔ص ۵۷

۲۷۔ علامہ اقبال۔تشکیل + الہیاتِ اسلامیہ۔مترجم۔سید ، *زی۔ص ۲۲۶،۲۲۷

28. Muhammad Khalid Mas'ud. Iqbal's Reconstruction of Ijtihad. Iqbal Academy Pakistan, Islamic Research Institute. 1995. P.89, 90

۲۹۔ غلام قدیر خواجہ ایڈووکیٹ۔اقبال اور مشرقی تبصرہ + کرہ۔الفیصل ، شران %ان کتب اُردو بازار،لاہور۔۱۹۹۶ء۔ص ۲۵

۳۰۔ محمد سہیل عمر۔خطباتِ اقبال نئے تناظر میں۔اقبال اکادمی پاکستان۔اشا (اول۔۱۹۹۶ء۔ص ۱۸۹

۳۱۔ علامہ ابن خلدون نے مقدمہ میں خلافت کے موضوع پر کئی فصلیں رقم کی ہیں،دیکھیے:
مولانا عبدالرحمن دہلوی۔مترجم۔مقدمہ تاریخ ابن خلدون۔الفیصل ، شران %ان کتب،غزنی سٹریٹ ،اُردو بازار،لاہور۔
اگست ۱۹۹۳ء۔ص ۴۰۸ تا ۴۱۲

۳۲۔ علامہ اقبال۔تشکیل + الہیاتِ اسلامیہ۔مترجم۔سید ، *زی۔ص ۲۴۳

۳۳۔ محمد شریف بقا۔خطباتِ اقبال کا ایک جائزہ۔ص ۱۲۱

۳۴۔ سید عبدالواحد معینی۔ مر$ ۔ مقالاتِ اقبال۔ شیخ محمد اشرف*%کتب کشمیری* زار، لاہور۔ اشا (اول۔ مئی ۱۹۶۳ء۔ ص۹۸، ۹۹

۳۵۔ محمد شریف بقا۔ خطباتِ اقبال ا۔ جا ہ۔ ص۱۲۰، ۱۲۱

36. Allama Muhammad Iqbal. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. P-175

۳۷۔ علامہ اقبال۔ تشکیلِ + الہیاتِ اسلامیہ۔ مترجم۔ سید + * زی۔ ص۲۴۳

۳۸۔ ایضاً ۲۷ا

۳۹۔ پروفیسر محمد عثمان۔ فکر اسلامی کی تشکیلِ نو۔ سنگ میل Å X چوک اُردو* زار، لاہور۔ اشا (اول۔ ۱۹۸۵ء۔ ص۱۹۰، ۱۹۱

۴۰۔ علامہ اقبال۔ تشکیل + الہیاتِ اسلامیہ۔ مترجم۔ سید + * زی۔ ص۲۶۸

۴۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ اقبال کا خواب اور آج کا* پاکستان۔ سٹوڈنٹس Å X ماڈل* ٹاؤن لاہور۔ اشا (اول۔ مارچ ۱۹۹۶ء۔ ص۱۴، ۱۵

۴۲۔ شیخ » اللہ ایم۔ اے۔ مر$ ۔ اقبالنامہ، حصہ اول۔ شیخ محمد اشرف*%کتب کشمیری* زار لاہور۔ ت، ن۔ ص۲۰۹